Pathway to Ilm

ماہانہ نیوز لیٹر

شمارہ نمبر 06 | جمادی الأخری 1446 / دسمبر 2024

ہمارا چھٹا نیوز لیٹر!

ماہ جمادی الاُخری کے فضائل، مسائل اور رسومات و منکرات

جمادی الاُخریٰ کا نام عربی زبان کے دو لفظوں ''جمادی''اور''الاُخری'' سے مل کر بنا ہے۔جمادی ''جمد'' سے نکلا ہے، جس کے معنی ''منجمد ہو جانے، جم جانے'' کے ہیں اور ''الاُخری'' کے معنی ہیں دوسرا تو جمادی الاُخری کے معنی ہوئے دوسری جم جانے والی چیز۔

جس زمانے میں اس مہینے کا نام رکھا گیا تھا، عرب میں اُس وقت سردی کا موسم تھا، جس کی وجہ سے پانی جم جاتا تھا،اور یہ سردی کے موسم کا دوسرا مہینہ تھا،اس وجہ سے اس مہینے کا نام ''جمادی الاُخری''(سردی کا دوسرا مہینہ) رکھا گیا۔

علامہ ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ عربی زبان میں ''جمادی'' کا لفظ مذکر اور مؤنث دونوں طرح استعمال ہوتا ہے، چنانچہ ''جمادی الآخر''اور ''جمادی الآخرة'' دونوں طرح کہنا درست ہے۔

اردو میں اس مہینے کو''جمادی الثانی''یا''جمادی الثانیہ''کہتے ہیں، جبکہ اہلِ عرب کے ہاں یہ درست نہیں ہے، کیونکہ ''ثانی''اس مقام پر آتا ہے ، جس کے بعد ثالث بھی ہو،اس لیے بہتر یہی ہے کہ اس مہینے کو''جمادی الاُخری'' کہا جائے۔

قرآن وسنت کی روشنی میں اس مہینے سے متعلق مخصوص اَعمال کا کوئی ثبوت نہیں ملتا،اس لیے اس مہینے کے متعلق اپنی جانب سے اعمال وعبادات بیان کرنا شریعت میں زیادتی ہے جو کہ ناجائز ہے، لہذا جو مسنون اعمال دیگر ایام میں کیے جاتے ہیں، وہ اس مہینے میں بھی کیے جائیں۔ ۲۲ جمادی الاُخری سنہ ۱۳ ہجری کو ۶۳ کی عمر میں جناب اَبو بکر صدیق کی وفات ہوئی.

''جمادی الاُخری'' میں چند لوگ کچھ خاص نفلی عبادت کی شکل میں نماز پڑھتے ہیں، لہذا یہ بات ذہن نشین کی جائے کہ قرآن اور احادیث میں ایسا کوئی ثبوت نہیں ملتا کہ جس میں اس طرح کی کوئی خاص عبادت اس مہینے میں کی گئی ہو۔ لہذا اس طرح کی نفلیں عبادتوں کو اس مہینے کے ساتھ خاص کرنے سے اجتناب کرنا ضروری ہے۔ اور ان اعمال پر ثواب کا اعتقاد بھی نہ رکھے۔

- مولانا ڈاکٹر شبیر احمد

جنت میں داخل ہونے کے 100 راستے

26	27	28	29	30
سلام کو عام کرنا	غریبوں کو کھانا کھلانا	تہجد کی نماز ادا کرنا	اللہ تعالیٰ کے ننانوے نام یاد کرنا	گناہ کبیرہ سے اجتناب کرنا

حوالہ: جنت کے سو راستے از ڈاکٹر شبیر احمد

تجارت میں دیانتداری اور "امین" کا خطاب

مکہ مکرمہ کے لوگوں میں آپ ﷺ کی پہچان بہت ہی شریف، مہمان نواز، مددگار، حلیم، سچا، اور امانت دار انسان کی تھی۔ وہ جھگڑوں، تنازعات، برائیوں، اور بدی سے بہت دور رہتے تھے۔ ان اعلیٰ اخلاقی خوبیوں کی وجہ سے لوگوں کی طرف سے چھوٹی عمر میں ہی "الامین" (امانت دار) کا لقب مل گیا تھا۔

عبداللہ بن ابی حمساء بیان کرتے ہیں کہ میں نے ایک بار رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نبوت سے قبل کسی تجارتی لین دین کے دوران انہیں کچھ پیسے دینے تھے۔ میں نے وعدہ کیا تھا کہ میں جلد واپس آؤں گا، لیکن اتفاقاً میں اپنا وعدہ سرے سے بھول ہی گیا۔ مجھے اپنا وعدہ تین دن بعد یاد آیا۔ جیسے ہی میں وہاں پہنچا تو میں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ وہی کھڑے اطمینان سے میرے انتظار کر رہے تھے۔ آپ ﷺ نے صرف اتنا ارشاد فرمایا کہ تم نے مجھے بڑی مشکل میں رکھا اور میں تین دن سے یہاں آپ کا انتظار کر رہا ہوں۔

عبداللہ بن السائب بیان کرتے ہیں کہ میں دورِ جہالت میں رسول اللہ ﷺ کا کاروباری ساتھی تھا۔ جب میں مدینہ آیا، تو انہوں نے پوچھا، 'کیا تم مجھے پہچانتے ہو؟' میں نے جواب دیا، 'ضرور! کیوں نہیں؟ آپ میرے کاروباری ساتھی تھے، اور آپ کتنے اچھے ساتھی تھے! آپ کبھی بھی معاملات میں تاخیر نہیں کرتے تھے اور نہ ہی کسی بات پر جھگڑتے تھے۔

قیس بن السائب المخزومی کہتے ہیں کہ میں جہالت کے دور میں رسول اللہ ﷺ کا کاروباری ساتھی تھا۔ آپ ﷺ بہت نرم مزاج اور سمجھوتہ پسند ساتھی تھے، نہ کبھی چوں وچراں کرتے تھے اور نہ ہی کسی بات پر لڑتے جھگڑتے تھے۔

جس طرح رسول اللہ ﷺ نے بچپن میں حضرت حلیمہ (رضی اللہ عنہا) کی نگرانی میں اپنے رضاعی بھائیوں کے ساتھ مل کر بکریاں چرائیں، اسی طرح وہ بڑی عمر میں بھی بکریاں چرایا کرتے تھے۔ جابر بن عبداللہ (رضی اللہ عنہما) روایت کرتے ہیں کہ ایک بار ہم الظہران نامی ایک مقام پر رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے۔ جب ہم نے ایک پیلو کے درخت سے پھل توڑنا شروع کیا، تو رسول اللہ ﷺ نے ہمیں مشورہ دیا کہ سیاہ پھل چنو، کیونکہ وہ زیادہ لذیذ اور مزیدار ہوتے ہیں۔ ہم نے پوچھا، "اے رسول اللہ! کیا آپ نے کبھی بکریاں چرائی ہیں؟" آپ ﷺ نے جواب دیا، "تمام انبیاء علیہم السلام نے بکریاں چرائی ہیں۔

حضرت ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "کوئی بھی نبی ایسا نہیں آیا جس نے بکریاں نہ چرائی ہو۔" صحابہ (رضی اللہ عنہم) نے حیرت سے پوچھا، "اے اللہ کے نبی! آپ بھی؟" رسول اللہ ﷺ نے جواب دیا، "ہاں، میں مکہ کے لوگوں کی بکریاں چند قراریط (قیراط کا جمع، ایک سکہ جو تقریباً 0.2 گرام چاندی کا ہوتا ہے)۔ (چاندی کے سکوں) کے عوض چراتا تھا۔

حوالہ: محمد ادریس کاندھلوی، سیرت المصطفیٰ (صفحہ 30-31)

مفتی عبدالکریم

حدیث

« إِنَّ مِمَّا يَلْحَقُ الْمُؤْمِنَ مِنْ عَمَلِهِ وَحَسَنَاتِهِ بَعْدَ مَوْتِهِ عِلْمًا عَلَّمَهُ وَنَشَرَهُ وَوَلَدًا صَالِحًا تَرَكَهُ وَمُصْحَفًا وَرَّثَهُ أَوْ مَسْجِدًا بَنَاهُ أَوْ بَيْتًا لِابْنِ السَّبِيلِ بَنَاهُ أَوْ نَهْرًا أَجْرَاهُ أَوْ صَدَقَةً أَخْرَجَهَا مِنْ مَالِهِ فِي صِحَّتِهِ وَحَيَاتِهِ يَلْحَقُهُ مِنْ بَعْدِ مَوْتِهِ. »

"مومن کو اس کے اعمال اور نیکیوں میں سے اس کے مرنے کے بعد جن چیزوں کا ثواب پہنچتا رہتا ہے وہ یہ ہیں: علم جو اس نے سکھایا اور پھیلایا، نیک اور صالح اولاد جو چھوڑ گیا، وراثت میں قرآن مجید چھوڑ گیا، کوئی مسجد بنا گیا، یا مسافروں کے لیے کوئی مسافر خانہ بنوا دیا، یا کوئی نہر جاری کر گیا، یا زندگی اور صحت و تندرستی کی حالت میں اپنے مال سے کوئی صدقہ نکالا، تو اس کا ثواب اس کے مرنے کے بعد بھی اسے ملتا رہے گا۔"

زبان کی حفاظت

انسانی جسم میں زبان کے پاس اتنی طاقت ہے کہ اس سے تقریباہر طرح کی اچھائی اور برائی کا صدور ممکن ہے۔ہمارے پاس اپنی گفتگوپر قابو پانے کے لئے اسلام کی بڑی واضح تعلیمات موجود ہیں اوراس کے اچھے استعمال پر فضائل بھی موجود ہیں۔اس کے غلط استعمال کا ہمارے جذبات،رشتے ناطے،اور ایمان پر بڑاگہرااثر ہوتا ہے،اور سب سے بڑھ کرآخرت میں جواب دہی بھی ہو گی۔ چنانچہ اللہ تعالی کا قرآن پاک میں ارشاد ہے:

"ما يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ إِلَّا لَدَيْهِ رَقِيبٌ عَتِيدٌ"

کوئی لفظ انسان کی زبان سے نہیں نکلتا جسے محفوظ کرنے کے لیے ایک حاضر باش نگراں موجود نہ ہو۔(قرآن 50:18)

یہ آیت مسلمانوں کو صاف بتلا رہی ہے کہ ہمارا منہ سے نکلا ہر لفظ ریکارڈ ہو جاتا ہے اور قیامت کے دن اس کا حساب ہو گا۔اس لیے ہمیں بہت محتاط اور سوچ سمجھ کر اپنی گفتگو اور بات چیت کرنی چاہیے۔ نبی اکرم ﷺ نے بھی زبان کی حفاظت کے بارے میں ہمیں اعلی نصیحت فرمائی ہے۔

وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الآخِرِ فَلْيَقُلْ خَيْرًا أَوْ لِيَصْمُتْ

"اور جو کوئی بھی اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے وہ اچھی بات کہے یا خاموش رہے۔"(صحیح البخاری:6136)

یہ حدیث خاموش رہنے کی اہمیت اور فضیلت کے بارے میں وارد ہوئی ہے۔ اگر آپ کی بات میں کسی خیر اور اچھائی کے بجائے کوئی شر اور کسی نقصان کی بات ہو تو آپ کے لئے خاموش رہنا ہی بہتر ہے۔ آپ ﷺ نے مزید بغض، دشمنی اور حسد کے بارے میں بھی خبر دار کیا ہے اور اسلام میں یہ سارے کبیرہ گناہ گردانے جاتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "نہ ایک دوسرے کے ساتھ بغض پالتے رہو، نہ حسد، نہ دشمنی، بلکہ اللہ کے لئے آپس میں بھائی بھائی بن کر رہو اور اپنے رب کی بندگی اختیار کرو۔ کسی مسلمان کے لیے یہ جائز نہیں کہ وہ اپنے بھائی سے تین دن سے زیادہ عرصہ تک تعلقات منقطع رکھے۔"(صحیح مسلم:2558)

لہذا اسلامی تعلیمات کے مطابق زبان کی حفاظت محض نقصان دہ باتوں سے بچنے کے بارے میں نہیں ہے، بلکہ جہاں حق و سچ بات ہو، کسی کے لئے نیک خواہشات کی بات ہو، اور اتحاد واتفاق کو فروغ دینے کی بات ہو تو وہاں پر کھل کر خوب بات کریں۔ان تعلیمات پر عمل کرنے سے مسلمان اپنے ایمان اور دوسروں کے ساتھ اپنے تعلقات اچھی طرح استوار رکھ سکتے ہیں۔ان تعلیمات پر عمل کر کے ہم اپنے خاندان والوں کے لئے مثالی بن سکتے ہیں۔

-مولانا شاہد مصطفی شاہ

فقر و غربت کا علاج

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس گئے جس وقت وہ بستر مرگ پر تھے۔ عثمان رضی اللہ عنہ نے پوچھا، "تمھیں کونسی بیماری لاحق ہوئی ہے؟" ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے جواب دیا، "مجھے گناہوں کی بیماری لاحق ہے!" عثمان رضی اللہ عنہ نے پوچھا، "تو تمھاری اب کیا خواہش ہے؟" ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے جواب دیا، "بس رب کی رحمت کا طلبگار ہوں!" عثمان رضی اللہ عنہ نے پوچھا، "کیا میں کسی طبیب کا بندوبست کردوں؟" ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے جواب دیا، "طبیب ہی نے تو مجھے بیمار کیا ہے"۔ "کیا میں تمہارے لیے کچھ پیسوں کا بندوبست کردوں؟" عثمان رضی اللہ عنہ نے پوچھا۔ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا، "نہیں، مجھے پیسے کی کوئی حاجت نہیں۔" عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا، "پیسے آپ کے انتقال کے بعد آپ کی بیٹیوں کے کام آئینگے۔" ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے جواباً کہا، "کیا تمہیں ڈر ہے کہ میری فقربیٹیاں غربت میں پڑ جائیں گی؟ حالانکہ میں نے انہیں حکم دیا ہے کہ وہ ہر رات سورۃ الواقعہ پڑھیں، کیونکہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے، کہ جو شخص سورۃ الواقعہ ہر رات پڑھتا ہے، وہ کبھی بھی فقر کا شکار نہیں ہو گا۔"

حوالہ: راستے کے موتی (صفحہ:111)

-مولانا اشفاق اکبر

اسلام میں صلہ رحمی یعنی خاندانی رشتوں کو نبھانے کی اہمیت و فضیلت

اپنے خاندانی رشتوں کو نبھانے کی فضیلت کے بارے میں قرآن اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث مبارکہ کی تعلیمات بکثرت وارد ہوئی ہیں۔ کسی بھی مضبوط معاشرے کے لئے ایک اچھا اور محکم خاندانی نظام بنیاد اور اساس کی حیثیت رکھتا ہے۔ یہ خاندانی رشتے ہی ہیں جن میں ہمیں بے لوث محبت، اخوت اور ہمدردی و رہنمائی ملتی ہے۔ یہ رشتے اللہ تعالیٰ کی طرف سے مسلمانوں کے لیے بہت بڑی نعمت ہیں، اس لئے اس نعمت کی قدر کرنا، اس کو نبھانا اور اس کی حفاظت کرنا لازمی ہے۔

قرآن کریم میں رشتوں کی اہمیت کو اجاگر کرنے اور اس عظیم بندھن کو مضبوط بنانے کے لیے آپس میں نرمی اور محبت و شفقت کے ساتھ پیش آنے کی تلقین وارد ہوئی ہے۔ "اللہ سے ڈرو جس کے نام سے تم ایک دوسرے سے اپنے حقوق مانگتے ہو، اور رشتہ داروں کے حقوق کی پامالی سے بھی ڈرو۔ بیشک اللہ تم پر نگراں ہے۔" (قرآن ۱:۴) اس آیت مبارکہ میں مسلمانوں کو رشتہ داری کی پاکی و پاکیزگی اور اہمیت کے بارے میں بتایا گیا ہے۔

نبی اکرم ﷺ نے بھی خاندانی رشتوں کو برقرار رکھنے پر زور دیا اور اسے اپنی زندگی میں برکتوں کا ذریعہ بتایا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "جو اس بات کا خواہش مند ہو کہ اس کی روزی میں فراخی ہو اور اس کی عمر دراز کر دی جائے، اسے چاہیے کہ صلہ رحمی کیا کرے۔" (صحیح بخاری: 1497)

حدیث بالا کی روشنی میں رشتہ داروں کے ساتھ نیک سلوک اور بھلائی پر انسان کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اجر و ثواب ملے گا۔ اسلامی تعلیمات کی روشنی میں رشتہ داری کے بندھنوں کو توڑنا ایک گناہ کبیرہ ہے۔ آپ ﷺ نے خبردار کیا ہے کہ:

"لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ قَاطِعٌ"

"جو شخص رشتہ داری کے بندھنوں کو توڑتا ہے وہ جنت میں داخل نہیں ہوگا۔" (صحیح مسلم: 2556)

یہ خاندانی رشتوں کو نظرانداز کرنے یا توڑنے کی سنگینی کو واضح کرتا ہے، مسلمانوں کو یہ سبق ملتا ہے کہ وہ خاندان میں ہم آہنگی کو برقرار رکھنے اور جھگڑوں کو حل کرنے کے لیے ہر ممکن کوشش کریں۔ چاہے اس کا بظاہر کوئی بدلہ نہ ملے، جیسا کہ ہمارے پیارے نبی محمد ﷺ نے فرمایا:

"رشتہ جوڑنے والا وہ نہیں جو بدلے میں رشتہ جوڑے، بلکہ رشتہ جوڑنے والا وہ ہے کہ جب اس سے ناتا توڑا جائے تو وہ اسے جوڑے۔"

(صحیح بخاری: 5991)

مندرجہ بالا حدیث کی تعلیم یہی ہے کہ کوئی رشتہ دار تم سے تعلق جوڑے یا توڑے لیکن آپ نے بہر صورت ہمیشہ ان سے نبھانے کی ہر ممکن کوشش کرنی ہے۔ اسلامی تعلیمات کے پیش نظر تعلقات کو نبھانے میں اصل آپ کی جستجو دیکھی جاتی ہے سمت مخالف کے رویے نہیں۔

پوری امت مسلمہ کی وحدت، مضبوطی اور باہمی ہم آہنگی کی آخری کڑی خاندانی رشتوں سے جا کر ملتی ہے، لہذا اگر یہ رشتے مضبوط اور قوی رہیں اور اس میں ڈھلان اور کمزوری نہ آئیں اللہ کی قدرت سے قوی امید ہے کہ مجموعی طور پر امت مسلمہ کے اتحاد و اتفاق کو پروان چڑھے گا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے فضل سے ان باتوں پر عمل کرنے کی توفیق دیں۔

- مولانا عبیر الحسن تھانوی

ہمارے پہلے شائع شدہ مضامین اور نیوزلیٹر کے لئے ہمارے ویب سائٹ پر تشریف لائیں اور مندرجہ ذیل لنک کو دبائیں:

www.pathwaytoilm.info